الحسن والحسین سید اشباب اہل الجنۃ
(الحدیث)

نواسان رسول، جگر گوشان بتول

حضرات سیدین و کریمین

حسن و حسین بن علی رضی اللہ عنہم

احوال و سوانح

مختصر تعارف و خدمات

تالیف

علامہ ابوریحان ضیاء الرحمٰن فاروقی

ادارہ اشاعت المعارف

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت سیدنا حسنؓ بن علیؓ

ابتدائی تعارف

پیدائش:

حضرت سیدنا حسنؓ بن علیؓ آنحضرتؐ کی سب سے چہیتی بیٹی فاطمہؓ کے بطن سے پہلے صاحبزادے تھے۔ آپؓ کی اس سے زیادہ کیا عظمت ہوسکتی ہے کہ ایک طرف آپؓ کی نسبی شرافت آنحضرت ﷺ سے قریب تر ہے، دوسری طرف آپؓ کی پرورش بھی آغوش رسالت میں ہوئی ہے۔

مئورخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت حسنؓ کی پیدائش ۱۵ رمضان ۳ ہجری بمطابق یکم اپریل ۶۲۵ء کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔ حضرت علیؓ نے آپ کا نام حرب رکھا، لیکن آنحضرت ﷺ نے تبدیل کر کے حسنؓ رکھ دیا۔

حضرت حسنؓ کی ولادت پر آنحضرتؐ بہت مسرور ہوئے۔ آپ ﷺ نے خود ان کے کان میں اذان دی، اپنا لعاب مبارک منہ میں ڈالا۔ پیدائش کے ساتویں دن عقیقہ دیا، دو مینڈھے ذبح کروائے۔ نومولود کے سر کے بال اتروا کران کے برابر چاندی خیرات کی۔

آنحضرت ﷺ کی صحبت:

آپؓ بچپن ہی سے براہ راست نبی ﷺ کی نگرانی میں رہے۔ بچپن کے ابتدائی سات سال تک حضرت حسن صحبت نبوی ﷺ پائی۔ آنحضرت ﷺ کے حضرت حسنؓ سے محبت وشفقت کے واقعات بخاری اور مسلم میں موجود ہیں۔ صحیح بخاری میں حضرت ابوبکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ:

آں حضرتؐ منبر پر رونق آفروز تھے اور حسنؓ آپ ﷺ کے پہلو میں بیٹھے ہوئے تھے، ایک مرتبہ لوگوں کی طرف دیکھتے تھے اور ایک طرف حسن کی طرف، آپ ﷺ نے فرمایا:

ان ابنی هذا سید، لعل الله ان یصلح بین فئتین عظمین من المسلمین

"یہ میرا بیٹا سردار ہے، اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان صلح کرا دے گا۔"

قارئین کرام! ملاحظہ ہو کہ آنحضرت ﷺ کی پیشنگوئی کس طرف حرف بحرف پوری ہوئی۔ جنگ صفین اور جنگ جمل کے بعد مسلمانوں میں قاتلین عثمانؓ کے بارے میں پیدا ہونے والا اختلاف کس قدر بڑھ گیا تھا۔ بالآخر مسلمانوں کی ان دو جماعتوں کے درمیان صلح وآشتی اور اتفاق وارتباط کا سہرا حضرت حسنؓ کے سر آن پڑا۔ اس حدیث سے دونوں جماعتوں کا مسلمان ہونا بھی واضح ہو گیا پھر صلح کی نوید بھی آنحضرت ﷺ کی زبان حق ترجمان سے ظاہر ہوئی۔

حضرت حسنؓ کی حضرت معاویہؓ سے صلح اور محبت نے پیغمبر اسلام کی بیان کردا پیشگوئی کو من وعن مکمل کر دیا۔ اس صلح سے اسلام کی عظمت اور دین مصطفویؐ کی سربلندی کا نیا باب کھل گیا۔

لقب:

حضرت حسنؓ، حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے پہلے صاحبزادے ہیں۔ آپؓ کا لقب ریحان النبی تھا، بعض کتابوں میں اس کے علاوہ سیّد، شبّر، مجتبیٰ اور شبیہ رسول کو بھی آپؓ کے القاب میں شامل کیا گیا ہے۔

کنیت:

حضرت حسنؓ کی کنیت ابو محمد تھی۔ ایک روایت کے مطابق یہ کنیت آنحضرت ﷺ نے تجویز فرمائی تھی۔ حالانکہ بڑے ہو کر آپؓ نے کسی فرزند کا نام بھی محمد نہیں رکھا۔

آنحضرت نے فرمایا:

☆ ریحان الدنیا والاخرۃ الحسن والحسین

دنیا اور آخرت کے دو پھول حسنؓ اور حسینؓ ہیں۔

☆ الحسن والحسین سبط من الاسباط

حسنؓ اور حسینؓ میری اولاد کی اولاد ہیں۔

Scanned with CamScanner

آنحضرت ﷺ کی محبت:

رسول اللہ ﷺ ان سے انتہائی محبت فرماتے تھے، جب آپؓ بچے تھے تو آنحضرت ﷺ کبھی ان کے رخسار ولب چومتے اور کبھی ان کی زبان اپنی زبان مبارک میں لیکر چوستے، کبھی گود میں کھلاتے، کبھی سینے اور پیٹھ پر بٹھاتے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ آپ ﷺ سجدے میں ہوتے اور آپؓ پشت مبارک پر سوار ہو جاتے اور آپؓ پشت مبارک پر سوار ہو جاتے اور آپ ﷺ نہ صرف یہ کہ انہیں بیٹھنے دیتے بلکہ ان کی خاطر سجدے کو اور طول دیتے، کبھی اپنے ساتھ منبر پر چڑھاتے۔

زہری حضرت انسؓ سے راوی ہیں کہ حسن بن علیؓ رسول اللہ ﷺ سے بہت ہی مشابہ تھے۔ ہانیؒ، حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کو مشابہت رسول ﷺ حاصل تھی۔ سینہ سے سر تک اور حسینؓ سینے سے قدمہائے مبارک تک اپنے نانا کے مشابہ تھے۔

حضرت علیؓ کے دل میں اپنے صاحبزادے حضرت حسنؓ کی بڑی عزت تھی۔ وہ ان سے احترام اور توقیر کا معاملہ فرماتے۔ ایک روز فرمایا: ''کبھی تم تقریر کرتے تو میں بھی سنتا، کہنے لگے مجھے شرم آتی ہے کہ آپ کے سامنے زبان کھولوں۔'' ایک روز حضرت علیؓ ایسی جگہ جا کر بیٹھ گئے جہاں سے حضرت حسنؓ کو نظر نہ آسکیں۔ حضرت حسنؓ نے لوگوں کے سامنے تقریر کی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سن رہے تھے جب وہ اپنی تقریر ختم کر کے چلے گئے تو حضرت علیؓ نے فرمایا:

ذریة بعضها من بعض والله سميع عليم

''ایک ہی نسل تو ہے جس میں ایک دوسرے کا فرزند ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ سننے والا اور جاننے والا ہے''۔ (آل عمران، ۳۴)

آپؓ بہت کم بولتے اور اکثر خاموش رہتے تھے لیکن جب بات کرتے تو کوئی ان کے سامنے لب نہیں ہلا سکتا تھا۔ عورتوں میں کم شرکت فرماتے، کسی لڑائی جھگڑے کے معاملے میں نہ پڑتے۔ کسی کے معاملے میں دخل اندازی نہ کرتے۔ جب ان سے رجوع کیا جاتا تو دلیل سے بات سمجھا دیتے تھے۔

Scanned with CamScanner

انہوں نے تین بار اللہ کی راہ میں اپنا مال نکالا۔ دو مرتبہ تو اس طرح دے دیا کہ ان کے پاس کچھ نہیں رہ گیا۔ پچیس بار پیدل حج کیے، قربانی کے جانور آپؓ کے آگے آگے چلائے جاتے۔ حضرت حسنؓ و حسینؓ میں سے کوئی گھوڑے پر سوار ہوتا اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی نظر پڑتی تو بڑھ کر رکاب تھام لیتے اور اس کو اپنے لیے شرف سمجھتے۔ ان دونوں میں کوئی طواف بیت اللہ کو نکلتا تو آپؓ کو سلام کرنے، مصافحہ کرنے لوگ ان پر اس طرح پروانہ وار ٹوٹ کر گرتے کہ ڈر لگتا کہ کہیں ان کو صدمہ نہ پہنچے۔

حضرت حذیفہؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ:

الحسن والحسين سيد شباب اهل الجنة

''یعنی حسنؓ و حسینؓ جنتیوں کے سردار ہوں گے''۔ اس حدیث کی اور بھی سندیں ہیں۔

آنحضرت ﷺ کی محبت کا ایک اور واقعہ:

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ اپنے دوش مبارک پر حضرت حسنؓ بن علیؓ کو لیے جا رہے تھے تو ایک شخص نے دیکھ کر کہا:

نعم المركب ركبت يا غلام

یعنی ''صاحبزادے بڑی اچھی سواری پر بیٹھے ہوئے ہو''۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ونعم الراكب هو.

''اور سوار بھی بہترین ہے''۔

حضرت حسنؓ و حسینؓ اسلام کے شہ سواروں میں ہوئے ہیں۔ نعیم کہتے ہیں کہ مجھ سے ابو ہریرہؓ نے کہا کہ میں جب حسنؓ کو دیکھتا ہوں تو آنکھوں میں آنسو بھر آتے ہیں۔ اس لیے کہ میں نے دیکھا کہ ایک روز وہ آئے اور آ کر رسول اللہ ﷺ کی گود میں بیٹھ گئے (ابو ہریرہؓ نے اپنے ہاتھ میں اپنی داڑھی پکڑ کر دکھایا کہ یہ) اس طرح ریش مبارک ہاتھ سے پکڑنے لگے اور رسول اللہ ﷺ اپنا دہن مبارک کھول کر اس کے منہ میں ڈالنے لگے اور

Scanned with CamScanner

فرماتے جارہے تھے کہ:

اللھم انی احبه فاحبه.

''اے اللہ میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما''۔

یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمائی ہے۔

سخاوت کا اہم واقعہ:

ابن عساکر نے کہا:

''حضرت حسنؓ کا واقعہ ہے کہ وہ ایک بار مدینہ منورہ کے کسی (چار دیواری سے گھرے ہوئے) باغ کی طرف سے گزر رہے تھے تو ایک نوعمر حبشی غلام کو دیکھا کہ وہ بیٹھا ہے اس کے ہاتھ میں ایک روٹی تھی اس کے سامنے ایک کتا بیٹھا ہوا تھا۔ وہ لڑکا ایک لقمہ خود کھاتا اور ایک لقمہ کتے کو کھلاتا اس طرح پوری روٹی تقسیم کر کے اس کو کھلا دی۔ حضرت حسنؓ نے پوچھا تم نے کیوں اپنی آدھی روٹی میں آدھے کا شریک کتے کو بنالیا اور خود زیادہ حصہ نہیں لیا؟ لڑکے نے جواب دیا میری آنکھیں اس کی (یعنی کتے کی) آنکھیں دیکھ کر شرم محسوس کرتی تھیں کہ میں زیادہ کھا جاؤں۔

حضرت حسنؓ نے پوچھا تم کس کے غلام ہو؟ کہا میں ابان بن عثمان کا غلام ہوں، فرمایا اور یہ احاطہ کس کا ہے؟ ابان کا۔ حضرت حسنؓ نے فرمایا میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ جب تک واپس نہ آجاؤں یہیں بیٹھے رہنا۔ چنانچہ آپ گئے اور اس غلام کو خرید لیا اور احاطہ بھی خرید لیا اور غلام کے پاس آ کر فرمایا میں نے تم کو خرید لیا ہے۔ اس نے اٹھ کر کہا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے بعد میں آپؓ کے احکام سننے والا اور فرماں بردار ہوں، پھر حضرت حسنؓ نے فرمایا تو میری طرف سے آزاد ہے اور یہ احاطہ تجھے ہبہ کر دیا ہے۔''

عہد صدیق اکبرؓ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ بنے تو قرابت رسول کی وجہ سے آپؓ بھی حضرت حسنؓ سے بے انتہاء محبت کرتے، صحیح بخاری میں ہے کہ:

''ایک مرتبہ نماز عصر کے بعد حضرت ابوبکرؓ اور حضرت علیؓ دونوں مسجد نبوی سے

Scanned with CamScanner

اکٹھے باہر نکلے۔ راستے میں حضرت حسنؓ کھیل رہے تھے تو ابو بکرؓ نے بڑی محبت اور شفقت کے ساتھ ان کو اٹھا کر کندھے پر بٹھا لیا اور فرمایا:

والله هذا شبها النبي و ليس بعلي

یعنی "خدا کی قسم یہ نبی ﷺ کے مشابہ ہیں اور علیؓ کے مشابہ نہیں"، یہ سن کر حضرت علیؓ مسکرانے لگے۔"

حضرت ابو بکر صدیقؓ کے سوا دوسالہ دور حکومت کے خاندان نبوت کے ساتھ تعلقات نہایت مشفقانہ رہے۔ چھ ماہ بعد حضرت فاطمہؓ بیمار ہوئیں تو حضرت ابو بکر صدیقؓ کی بیوی اسماء بنت عمیسؓ ہی کئی روز تک تیمارداری کی خدمات انجام دیتی رہیں۔ سیدہؓ کی وفات کے بعد غسل اور تجہیز و تکفین بھی حضرت اسماءؓ نے سرانجام دی۔

(از رحماء بينهم)

حضرت فاطمہؓ کا جنازہ بھی صحیح روایت کے مطابق حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ہی پڑھایا ان مختصر واقعات سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ حضرت حسنؓ و حسینؓ تو کیا پورے خاندان نبوت سے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے تعلقات نہایت خوش گوار رہے۔

بعض لوگوں نے خاندان نبوت اور صحابہؓ کے درمیان تعلقات کی کشیدگی کے بارے میں جو من گھڑت باتیں تحریر کی ہیں ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

عہدِ فاروق اعظمؓ

سیدنا عمر فاروقؓ مسند نشین خلافت ہوئے تو انہوں نے بھی حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے ساتھ ایسا ہی محبت آمیز برتاؤ رکھا۔ انہوں نے بیت المال قائم کیا اور مسلمانوں کے اعلیٰ قدر مراتب، سالانہ وظائف مقرر کیے تو حضرت حسنؓ و حسینؓ کے وظیفے اصحاب بدر کے وظیفوں کے برابر مقرر کیے (پانچ ہزار درہم سالانہ) خود امیر المومنینؓ اور حضرت علیؓ کا وظیفہ بھی اتنا ہی تھا۔

اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ کے نزدیک حسنینؓ کی کیا قدر و منزلت تھی۔

Scanned with CamScanner

عہد عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ:

سیدنا حضرت عثمانؓ کے دور خلافت کا آغاز ہوا تو حضرت حسنؓ پورے جوان ہو چکے تھے۔ شیخینؓ کی طرح حضرت عثمانؓ کا سلوک بھی حضرت حسنؓ کے ساتھ نہایت مشفقانہ اور محبت آمیز تھا۔ ۲۹/۳۰ ہجری میں حضرت عثمانؓ کے حکم سے ہی حضرت سعیدؓ بن العاص نے طبرستان پر لشکر کشی کی تو حضرت حسنؓ بھی دوسرے نوجوانان قریش کے ساتھ اسلامی لشکر میں شریک ہوگئے اور کئی معرکوں میں داد شجاعت دی۔

حضرت عثمانؓ کے دروازے پر پہرے دار کی حیثیت سے:

حضرت عثمان غنیؓ کے دور خلاف کے آخر میں شورش برپا ہوئی اور باغیوں نے کاشانہ خلافت کا محاصرہ کرلیا تو حضرت علیؓ نے حضرت حسنؓ کو کاشانہ خلافت کی حفاظت کے لیے متعین کردیا۔ کچھ اور نوجوانان قریش بھی ان کے ساتھ تھے۔ حضرت حسنؓ مدافعت کرتے ہوئے زخمی ہوگئے تاہم انہوں نے کسی باغی کو کاشانہ خلافت میں داخل نہ ہونے دیا۔ بالآخر باغی دوسری طرف سے دیوار پھاند کر اندر گھس گئے اور حضرت عثمانؓ کو اس حال میں شہید کردیا۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ کا بیان ہے کہ حضرت علیؓ کو شہادت کی خبر ہوئی تو انہوں نے جوش غضب میں حضرت حسنؓ کو تھپڑ مارا کہ تم نے کیسی حفاظت کی کہ باغیوں نے اندر گھس کر عثمانؓ کو شہید کر ڈالا۔ جب حضرت حسنؓ نے صورتحال کی وضاحت کی اور اپنے زخم دکھائے تو علیؓ کا غصہ ٹھنڈا ہوا۔

عہد علی المرتضیٰؓ:

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد مسلمانوں کے ایک بڑے طبقے نے حضرت علیؓ سے قبول خلافت کے لیے اصرار کیا۔ اس موقع پر حضرت حسنؓ نے والد بزرگوار کو مشورہ دیا کہ جب تک تمام ممالک اسلامیہ کے لوگ آپؓ سے مسند نشین خلافت ہونے کی درخواست نہ کریں، آپ کسی سے امر خلافت پر بیعت نہ لیجئے۔ لیکن حضرت علیؓ نے فرمایا کہ خلیفہ کا انتخاب مہاجرین وانصار کا حق ہے، جب وہ کسی کو خلیفہ تسلیم کرلیں تو دوسرے تمام مسلمانوں پر اس کی اطاعت واجب ہوجاتی ہے۔ بیعت کے لیے تمام مسلمانوں کے

Scanned with CamScanner

مشورے کی شرط نہیں، چنانچہ انہوں نے خلافت قبول کر لی۔

حضرت علیؓ کے مسند نشین خلافت ہونے کے بعد ام المومنین عائشہ صدیقہؓ نے اصلاح کا علم بلند کیا اور حضرت عثمانؓ کے قاتلوں سے بدلہ لینے کا مطالبہ کیا۔ اسی سلسلے میں جنگ جمل پیش آئی۔ جنگ سے پہلے حضرت حسنؓ اور حضرت عمارؓ بن یاسر کوفہ گئے اور وہاں کے لوگوں کو اپنی حمایت پر ابھارا۔ ان کی مساعی کے نتیجے میں تقریباً دس ہزار اہل کوفہ حضرت علیؓ کے لشکر میں شامل ہو گئے۔ جمل کے بعد ۳۷ھ میں جنگ صفین پیش آئی۔ اس میں بھی حضرت حسنؓ اپنے والد بزرگوار کے ساتھ تھے۔ التوائے جنگ کے لیے حضرت امیر معاویہؓ اور حضرت علیؓ کے درمیان جو معاہدہ ہوا، حضرت حسن نے ایک گواہ کی حیثیت سے اس پر دستخط کیے۔

حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد:

رمضان ۴۰ ہجری میں ایک خارجی ''ابن ملجم'' نے حضرت علیؓ پر قاتلانہ حملہ کیا، زخمی ہونے کے بعد وہ تین دن تک زندہ رہے۔ اسی اثناء میں ان سے حضرت حسنؓ کی جانشینی کے بارے میں استفسار کیا گیا تو انہوں نے فرمایا:

''نہ میں حکم دیتا ہوں اور نہ میں روکتا ہوں۔''

تیسرے دن حضرت علیؓ واصل بحق ہو گئے۔ ان کی تجہیز و تکفین سے فراغت کے بعد کوفہ کی جامع مسجد میں حضرت حسنؓ کے لیے بیعت خلافت ہوئی۔ بعض روایات کے مطابق بیس ہزار سے زائد لوگوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ حضرت امیر معاویہؓ، والی شام نے ان کی خلافت کو تسلیم نہ کیا اور عراق کی طرف فوجی پیش قدمی شروع کر دی۔

ان کے مقدمۃ الجیش کے افسر عبداللہ بن عامر انبار ہوتے مدائن کی طرف بڑھے۔ حضرت حسنؓ اس وقت کوفہ میں تھے۔ انہیں عبداللہؓ بن عامر کی پیش قدمی کی اطاعت ملی تو وہ بھی اہل عراق کو ساتھ لے کر مقابلے کے لیے مدائن کی طرف روانہ ہوئے۔ ساباط پہنچ کر انہوں نے اپنی فوج میں کمزوری اور جنگ سے پہلوتہی کے آثار دیکھے تو اس کے سامنے ایک خطبہ دیا جس میں فرمایا؛

''لوگو! میں کسی مسلمان کے خلاف اپنے دل میں کینہ نہیں رکھتا اور تمہارے لیے بھی وہی پسند کرتا ہوں جو اپنے لیے پسند کرتا ہوں۔ تمہارے سامنے ایک رائے پیش کرتا ہوں، امید ہے تم اسے رد نہیں کرو گے۔ جس اتحاد و یگانگت کو تم ناپسند کرتے ہو وہ اس تشتت وافتراق سے بہتر ہے جو تم کو پسند ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم میں سے اکثر لوگ جنگ سے گریز کرنا چاہتے ہیں، تم لوگوں کو تمہاری مرضی خلاف جنگ لڑنے پر مجبور نہیں کرنا چاہتا۔''

حضرت حسنؓ کی تقریر سن کر جو لوگ امیر معاویہؓ کے شدید مخالف تھے اور ان سے لڑنا فرض عین سمجھتے تھے برہم ہو گئے۔ انہوں نے سیدنا حسنؓ کی تحقیر کی اور انہیں گھیر لیا۔ ربیعہ اور ہمدان کے قبیلوں نے ان لوگوں کو پیچھے ہٹایا اور حضرت حسنؓ گھوڑے پر سوار ہو کر مدائن کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں ایک خارجی جراح بن قبیصہ نے گھات لگا کر ان پر حملہ کیا اور زانوئے مبارک زخمی کر دیا۔ عبداللہ بن خطل اور عبداللہ بن ظبیان نے جراح بن قبیصہ کو پکڑ کر قتل کر ڈالا اور حضرت حسنؓ نے مدائن پہنچ کر قصر ابیض میں قیام کیا۔ جب زخم مندمل ہو گیا تو وہ پھر عبداللہؓ بن عامر کے مقابلے کے لیے مدائن سے نکلے۔ اسی اثناء میں حضرت امیر معاویہؓ بھی ایک فوج گراں کے ساتھ انبار پہنچ گئے۔

حضرت امیر معاویہؓ کے ساتھ صلح کے لیے حضرت حسنؓ کا طرز عمل:

حضرت عبداللہؓ بن عامر نے حضرت حسنؓ کو پیغام بھیجا جس میں ان کو قسم دے کر جنگ ملتوی کرنے کے لیے کہا گیا۔ حضرت حسنؓ کے ساتھیوں نے بھی انہیں یہی مشورہ دیا اس پر حضرتؓ پھر مدائن لوٹ گئے۔ عبداللہ بن عامرؓ نے فوراً مدائن کے گرد اپنی فوج پھیلا دی۔ حضرت حسنؓ پہلے ہی اپنے ساتھیوں کی کمزوری اور بزدلی سے دل برداشتہ تھے چنانچہ انہوں نے جنگ کا خیال ترک کر دیا اور چند شرائط پر حضرت امیر معاویہؓ کے حق میں خلافت سے دستبرداری کا فیصلہ کر لیا۔ یہ شرائط انہوں نے عبداللہ بن عامرؓ کی وساطت سے حضرت امیر معاویہؓ کو بھجوا دیں۔ (الاخبار الطوال۔ ابوحنیفہ دینوری)

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے ابن سعدؒ کے حوالے سے ''الاصابہ'' میں بیان کیا ہے کہ حضرت حسنؓ نے عمرو بن سلمۃ الارجبی کو صلح کی غرض سے حضرت امیر معاویہؓ کی طرف

Scanned with CamScanner

بھیجا۔ حضرت امیر معاویہؓ نے حضرت عبداللہؓ بن عامر اور حضرت عبدالرحمٰنؓ بن سمرہ کو حضرت حسنؓ کے پاس بھیجا۔ ان دونوں نے حضرت حسنؓ کی شرائط مان لیں۔ اس طرح فریقین میں صلح ہوگئی، پھر حضرت امیر معاویہؓ اور سیدنا حضرت حسنؓ ساتھ ساتھ کوفہ میں داخل ہوئے۔

صحیح بخاری میں یہ واقعہ کسی قدر مختلف انداز میں بیان کیا گیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

''حضرت حسنؓ کی فوج پہاڑوں کی مانند حضرت امیر معاویہؓ کے لشکر کی طرف بڑھی تو حضرت عمرؓ بن عاص نے حضرت امیر معاویہؓ سے کہا میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ ایسا لشکر ہے جو اس وقت تک پیٹھ نہ پھیرے گا جب تک اپنے اقران کو قتل نہ کرے گا۔ حضرت امیر معاویہؓ نے کہا یہ لوگ انہیں اور وہ انہیں قتل کر دیں تو میری طرف سے لوگوں کے معاملات کا نیز ان کی عورتوں اور بچوں کا ذمہ دار کون ہوگا؟ اس وقت انہوں نے حضرت عبداللہ بن عامرؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہؓ کو حضرت حسن کے پاس گفت وشنید کے لیے بھیجا۔''

صلح کی شرائط

ابوحنیفہ دینوی نے ''الاخبار الطوال'' میں لکھا ہے کہ حضرت حسنؓ ان شرائط پر حضرت معاویہؓ کے حق میں خلافت سے دستبردار ہوئے۔

☆ سب لوگوں کو بلا استثناء امان دی جائے گی اور کوئی عراقی محض بغض وکینہ کی بناء پر نہ پکڑا جائے گا۔

☆ صوبہ اہواز کا کل خراج حضرت حسنؓ کے لیے مخصوص ہوگا اور حضرت حسینؓ کو دو لاکھ درہم سالانہ الگ سے دیئے جائینگے۔

☆ صلات اور عطیات میں بنو ہاشم کو بنوامیہ پر ترجیح دی جائے گی۔

حضرت حسنؓ نے یہ شرطیں لکھ کر حضرت عبداللہ بن عامرؓ کو دے دیں انہوں نے حضرت امیر معاویہؓ کے پاس بھیج دیں۔ حضرت امیر معاویہؓ نے ان تمام شرطوں کی منظوری کا خط لکھ کر اپنی مہر لگائی اور معززین وعمائدین کی شہادتیں لکھوا کر حضرت حسنؓ کے پاس واپس بھیج دیا۔ اس طرح ملت اسلامیہ کے سر سے ایک بہت بڑا خطرہ ٹل گیا اور تمام مسلمان ایک دوسرے کا گلا کاٹنے کی بجائے حضرت امیر معاویہؓ کی خلافت پر متفق ہو گئے۔

Scanned with CamScanner

ابن اثیرؒ کا بیان ہے کہ سیدنا حضرت حسنؓ نے کوفہ کی جامع مسجد میں مجمع عام کے سامنے اپنی دستبرداری کا اعلان ان الفاظ میں کیا:

''لوگو! اللہ تعالی نے ہمارے اگلوں کے ذریعے سے تم کو ہدایت دی اور پچھلوں کے ذریعے تمہاری خونریزی بند کروائی، دانائیوں میں بہترین دانائی تقویٰ اور عجز میں سب سے بڑا عجز فجور (بداعمالی) اور یہ امر (خلافت) جو معاویہ اور ہمارے درمیان میں متنازع فیہ ہے یا تو وہ اس کے مجھ سے زیادہ حق دار ہیں یا یہ میرا حق ہے جسے میں اللہ کی خوشنودی اور امت محمدیہ کی اصلاح اور تم لوگوں کو خونریزی سے بچانے کی خاطر دستبردار ہوتا ہوں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی پوری ہوگئی:

اس کے بعد حضرت حسنؓ اپنے اہل وعیال کو لے کر مدینہ منورہ چلے گئے۔ اس طرح سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئی پوری ہوگئی ''میرا یہ بیٹا سید ہے، اللہ تعالی اس کے ذریعے سے مسلمانوں کے دو بڑے گرہوں کے درمیان صلح کروائے گا''۔ حضرت حسنؓ کی خلافت کے بارے میں روایتوں میں اختلاف ہے، بعض روایتوں میں چار ماہ اور بعض روایتوں میں آٹھ ماہ سے کچھ اوپر بتائی ہے۔ دائرہ معارف اسلامیہ کے مطابق صحیح یہ ہے کہ ان کا زمانہ خلافت ۲۰ رمضان ۴۰ھ سے ۱۵ جمادی الاول ۴۱ھ تک ہے گویا وہ سات ماہ اور ۲۶ دن تک مسند نشین خلافت رہے۔

حضرت حسنؓ حضرت امیر معاویہؓ کی اطاعت پر تاحیات قائم رہے:

دستبرداری کے بعد سیدنا حضرت حسنؓ نے اپنی وفات تک کسی سیاسی سرگرمی میں حصہ نہیں لیا اور نہایت خاموشی کے ساتھ اپنے نانا کے جوار میں زندگی گزاری ان کے وقت کا بیشتر حصہ عبادت الٰہی میں گزرتا تھا ایک دفعہ حضرت معاویہؓ نے مدینہ کے کسی شخص سے حضرت حسنؓ کے حالات دریافت کیے تو اس نے کہا:

''فجر کی نماز سے طلوع تک مصلے پر رہتے ہیں پھر ٹیک لگا کر بیٹھ جاتے ہیں اور ملاقات کے لیے آنے والوں سے ملتے ہیں۔ دن چڑھے چاشت کی نماز ادا کر کے امہات المومنینؓ کی خدمت میں سلام کے لیے حاضر ہوتے ہیں''۔ (ابن عساکر)

Scanned with CamScanner

مکہ معظمہ میں ہوتے تو عصر کی نماز بالالتزام حرم پاک میں ادا کرتے اور پھر طواف میں مشغول ہو جاتے۔ فکر معاش سے بے نیاز تھے کیونکہ ہواز کا سالانہ خراج ان کے لیے مخصوص تھا۔ امام شعبیؒ کا بیان ہے کہ اس خراج کی رقم دس لاکھ سالانہ تھی اس کثیر آمدنی کو بے دریغ خدا کے راہ میں لٹاتے رہتے۔ ابن اثیرؒ کا بیان ہے کہ انہوں نے دو مرتبہ اپنا تمام مال اسباب اور تین مرتبہ کل مال کا نصف حصہ خدا کی راہ میں بانٹ دیا۔ یہ ممکن ہی نہ تھا کہ کوئی سائل ان کے در سے خالی ہاتھ چلا جائے۔ حاجت مندوں کی حاجتیں پوری کرنا ان کے نزدیک عبادت کا درجہ رکھتا تھا۔ ایک مرتبہ طواف میں مشغول تھے کہ کسی شخص نے اپنی ضرورت کے لئے ساتھ لے جانا چاہا۔ طواف چھوڑ کر اس کے ساتھ ہو گئے اور واپس جا کر طواف پورا کیا۔ ایک مرتبہ اعتکاف میں تھے کہ کوئی سائل آ گیا اس کے ساتھ ہو گئے انہوں نے اعتکاف کے دائرے سے نکل کر اس کی ضرورت پوری کی اور پھر اعتکاف میں بیٹھ گئے۔

حضرت حسنؓ کی وفات

سیدنا حضرت حسنؓ نے باختلاف روایت ۴۹ھ یا ۵۰ھ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں اپنی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ الزہرہؓ کے پہلو میں دفن ہوئے۔ اکثر ارباب سیر نے لکھا ہے کہ سیدنا حسنؓ کی وفات زہر سے ہوئی جو ان کی ایک بیوی جعدہ بنت اشعث نے (کسی وجہ سے) دیا۔

حافظ ابن عبدالبرؒ اور المسعودیؒ کا بیان ہے کہ حضرت حسنؓ کو کئی دفعہ زہر دیا گیا لیکن جو زہر آخری بار دیا وہی فیصلہ کن ثابت ہوا۔ بعض روایتوں کے مطابق زہر کھانے کے تیسرے دن اور بعض کے مطابق چالیس دن علالت کے بعد وفات پائی۔ حافظ ابن حجرؒ اور ابوحنیفہ دینوریؒ نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ حضرت حسنؓ کی موت زہر سے نہیں ہوئی بلکہ کسی اور علالت سے ہوئی۔ (الاصابہ۔ الاخبار الطوال)

حضرت حسنؓ کی رحلت کی خبر پھیلی تو ہر طرف کہرام برپا ہو گیا مدینہ منورہ کے بازار بند ہو گئے اور ہر شخص فرط غم سے نڈھال ہو گیا حضرت ابوہریرہؓ مسجد نبوی میں رو رو کر کہتے تھے

کہ لوگو آج خوب رولو کہ رسول اللہ ﷺ کا محبوب دنیا سے اٹھ گیا۔

جنازہ میں اس قدر ہجوم تھا کہ اس سے پہلے مدینہ منورہ میں بہت کم دیکھنے میں آیا تھا۔ ایک روایت کے مطابق جنازے میں لوگوں کی کثرت کا یہ عالم تھا کہ اگر سوئی بھی پھینکی جاتی تو زمین پر نہ گرتی۔ سیدنا حضرت حسنؓ نے اپنی زندگی میں بہت سے نکاح کئے۔ مختلف بیویوں سے آٹھ لڑکے پیدا ہوئے جن کے نام یہ ہے۔ الحسن، زید، عمر، قاسم، ابوبکر، عبدالرحمٰن، طلحہ، اور عبیداللہ۔

حضرت حسنؓ کے صفات وکمالات:

سیدنا حضرت حسنؓ جس خانوادے میں پلے بڑھے وہ علم وفضل کا سرچشمہ تھا۔ اس لیے فضل وکمال کے لحاظ سے وہ بھی بلند مقام پر فائز ہوگئے ان کا شمار مدینہ کے ان اصحاب میں ہوتا تھا جو علم وافتاء کے منصب پر فائز تھے ان کے چند فتاویٰ بھی کتابوں میں موجود ہیں۔

سیدنا حسنؓ عہد نبوی میں کم سن تھے تاہم روایت حدیث سے ان کا دامن خالی نہیں رہا۔ ان سے تیرہ احادیث مروی ہیں۔ دینی علوم کے علاوہ وہ اس زمانے کے مروجہ فنون میں بھی دسترس رکھتے تھے۔ مختلف روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اونچے درجے کے خطیب تھے، شعروشاعری میں بھی درک رکھتے تھے۔ شکل وشمائل میں سیدنا حضرت حسنؓ رسول اکرم ﷺ سے مشابہ تھے سیرت بھی نہایت پاکیزہ تھی۔ ان کے گلشن اخلاق میں زہدو استغناء، حلم وتحمل، جودوسخا، خوش خلقی، امن پسندی، صلح جوئی، نرم خوئی اور خیر خواہی امت نہایت خوش رنگ پھول ہیں۔

حضرت حسنؓ کے تاریخی اقول:

دوسرے فضائل اخلاق کے ساتھ نہایت عاقل ودانا بھی تھے اہل سیر نے ان کے بہت سے حکیمانہ اقوال نقل کئے ہیں جن میں سے کچھ یہ ہیں۔

☆ مکارم اخلاق دس ہیں:

۱: زبان کی سچائی　　　۲: حسن خلق

۳: صلہ رحمی　　۴: مہمان نوازی

۵: حق دار کی حق شناسی　　۶: جنگ کے ساتھ وقت حملے کی شدت

۷: سائل کو دینا　　۸: احسان کا بدلہ دینا

۹: پڑوسی کی حمایت وحفاظت　　۱۰: شرم وحیاء

☆ سب سے اچھی زندگی وہ بسر کرتا ہے جو اپنی زندگی میں دوسروں کو بھی شریک کرے اور سب سے بری زندگی اس کی ہے جس کے ساتھ کوئی دوسرا زندگی بسر نہ کر سکے۔

☆ ضرورت کا پورا نہ ہونا اس سے کہیں بہتر ہے کہ اس کے لیے کسی نا اہل کی طرف رجوع کیا جائے

☆ ایک شخص نے کہا کہ مجھ کو موت سے بہت ڈر معلوم ہوتا ہے فرمایا اس لیے کہ تم نے اپنا مال پیچھے چھوڑ دیا اگر اس کو آگے بھیج دیا ہوتا تو اس تک پہنچنے کے لیے خوفزدہ ہونے کی بجائے مسرور ہوتے۔

☆ مروت یہ ہے کہ انسان اپنے مذہب کی اصلاح کرے اپنے مال کی دیکھ بھال نگرانی کرے۔ اسے برمحل صرف کرے۔ سلام زیادہ کرے لوگوں میں محبوبیت حاصل کرے۔ کرم یہ ہے کہ مانگنے سے پہلے دے۔ احسان وسلوک کرے۔ برمحل کھلائے پلائے۔ بہادری یہ ہے کہ پڑوسی کی طرف سے مدافعت کرے آڑے وقتوں میں اس کی حمایت وامداد کرے اور مصیبت کے وقت صبر کرے۔

☆ ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہؓ نے ان سے پوچھا کہ حکومت میں ہم پر کیا فرائض ہیں؟ فرمایا جو سلیمانؑ بن داؤدؑ نے بتائے ہیں، حضرت امیر معاویہؓ نے کہا انہوں نے کیا بتایا ہے؟ فرمایا: انہوں نے اپنے ایک ساتھی کو بتایا کہ بادشاہ کے لیے لازم ہے کہ وہ ظاہر وباطن دونوں میں اللہ کا خوف کرے، غصہ اور خوشی دونوں میں عدل وانصاف کرے، فقراء اور تمول میں درمیانی چال رکھے، زبردستی کسی کا مال نہ غصب کرے جب تک وہ ان باتوں پر عمل کرے گا اس وقت تک اس کو دنیا میں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

(از کتاب علی المرتضیٰؓ)

Scanned with CamScanner

شہید کربلا

نواسہ رسول جگر گوشہ بتول

سیدنا

حضرت حسین رضی اللہ عنہ

احوال سوانح مختصر تعارف و خدمات

ابوریحان ضیاء الرحمٰن فاروقی (شہید)

Scanned with CamScanner

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام کتاب .... سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ
مصنف .... علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ
تعداد 1100/
سنِ اشاعت .... فروری 1995ء
ھدیہ ....
ناشر .... فاروق پبلی کیشنز ریلوے روڈ فیصل آباد
0300-6661452

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جگرگوشہ بتول رضی اللہ عنہا

سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ

ابتدائی تعارف:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے دوسرے صاحبزادے ہیں آپ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرح بے انتہا محبت کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی ان کو گود میں اٹھاتے کبھی کندھے پر بٹھاتے کبھی ہونٹوں پر بوسہ دیتے رخسار چومتے۔

ولادت:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے گیارہ ماہ بعد ۳ شعبان ۴ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔ آپ کی ولادت کی خبر سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے آئے۔ کان میں اذان دی پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو عقیقہ کرنے اور سر کے بالوں کے برابر چاندی خیرات کرنے کی تلقین فرمائی۔

کنیت اور القاب:

آپ کی کنیت ابوعبداللہ اور القاب میں سیدہ شبیر، شہید، سبط، اصغر اور ریحانتہ النبی مشہور ہیں۔

Scanned with CamScanner

اولاد:

سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے مختلف اوقات میں متعدد شادیاں کیں جن سے متعدد اولادیں ہوئیں۔ اولاد نرینہ میں سے صرف ایک علی رضی اللہ عنہ بن الحسین رضی اللہ عنہ (جو زین العابدین کے لقب سے مشہور ہیں) باقی بچے اور انہیں سے نسل چلی۔ ایک نوجوان فرزند علی اکبر رضی اللہ عنہ اور ایک شیر خوار صاحبزادے علی اصغر رضی اللہ عنہ واقعہ کربلا میں شہید ہو گئے۔ بعض روایتوں میں ہے کہ ایک فرزند عبداللہ بن حسین رضی اللہ عنہ نے کربلا میں شہادت پائی۔ صاحبزادیوں کی تعداد اکثر اہل سیر نے تین بتائی ہے سکینہ رضی اللہ عنہا، فاطمہ رضی اللہ عنہا اور زینب رضی اللہ عنہا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

☆ سیدن اشباب اهل الجنه الحسن رضی اللہ عنہما

ترجمہ: جنت والوں کے جوانون کے سردار حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ ہیں۔ (از مشکوٰۃ)

☆ حسین منی و انا من الحسین احب الله من احب حسینا، حسین سبط من الاسباط.

ترجمہ: حسن مجھ سے ہے میں حسین سے ہوں جو حسین سے محبت کرے اللہ اس سے محبت کرے۔ حسین میری اولاد کی اولاد ہے۔

(از ترمذی)

☆ ریحان الدنیا و الاخرة الحسن و الحسین.

ترجمہ: دنیا اور آخرت کے پھول حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ ہیں۔ (ریاض النفرۃ)

Scanned with CamScanner

حضرت حسینؓ عہد خلفاء ثلاثہ میں

حضرت حسینؓ اور خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیقؓ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی بیحد عزت کرتے تھے حضرت حسین رضی اللہ عنہ بچپن میں جب پہلی مرتبہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سامنے لائے گئے تو آپ نے فرمایا:......ابنا لعلی شبھا لنبی...... بیٹا علی کا ہے مشابہہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب خلیفہ بنے تو حیرہ کی فتح کے بعد جو خالد بن ولید کے ہاتھوں فتح ہوا تھا مال غنیمت میں سے ایک نہایت بیش قیمت چادر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو ہدیہ میں بھیجی تو آپ نے اسے بخوشی قبول فرمایا۔

(فتوح البلدان ص ۲۵۴ بلاذری)

حضرت حسینؓ اور خلیفہ دوم حضرت عمر فاروقؓ:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے لئے ۵،۵ ہزار درہم وظیفہ ان کے باپ اور بدری صحابہ کے برابر مقرر کیا۔

(شرح معانی الاثار طحاوی ص ۱۸۱ ج ۲)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فتوحات مدائن کے مال غنیمت میں ایک لڑکی شاہ جہان کو جو بعد میں شہر بانو کہلائی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو عطیہ میں دی اور اسی سے بعد میں حضرت زین العابدین پیدا ہوئے۔ (شیعہ کتاب ناسخ التواریخ ص ۳ ج ۱۰)

اسلامی فتوحات میں ایک مرتبہ کپڑا آیا اس میں حضرت حسنین رضی اللہ عنہ کے موافق کوئی پوشاک نہ ملی تو آپ نے خصوصی طور پر علاقہ یمن کی طرف آدمی روانہ کیا وہاں سے مناسب لباس آیا تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اسے زیب تن کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اب میری طبیعت خوش ہوئی ہے۔

(کنز العمال ص ۱۰۶ ج ۷ البدایہ ص ۲۰۷ ج ۸)

حضرت حسینؓ اور خلیفہ سوم حضرت عثمانؓ ذوالنورین:

خاندان بنی ہاشم کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ متعدد رشتے ہوئے طبقات ابن سعد میں ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پوتے عبداللہ بن عمرو بن عثمان کے ساتھ ہوا۔

(طبقات ص ۳۴۷ ج ۷)

سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت سکینہ رضی اللہ عنہا بنت حسین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پوتے زید بن عمرو بن عثمان کے نکاح میں تھیں۔

حضرت سیدنا حسینؓ کے چند خطبات کے اہم

اقتباسات شیعہ کتب کی زبان میں

☆ اے شیث بن ربیع، اے حجاز بن الجز ! اے قیس، اے زید بن الحرث ! کیا تم نے مجھے نہیں لکھا تھا کہ پھل پک گئے زمین سرسبز ہوگئی، نہریں ابل پڑھیں اگر آپ ہمارے پاس آئیں گے تو اپنی فوج جرار کے پاس آئیں گے جلد آئیے۔

(خلاصۃ المصائب ص ۱۴۷)

☆ تم پر اور تمہارے رادہ پر لعنت ہو۔ اے بیوفایان جفا کار اغدارو، تم پروائے ہو، تم نے ہنگامہ اضطراب برپا کیا، اور جب میں تمہارا کہنا مان کر تمہاری نصرت اور ہدایت کے لئے آیا تو تم نے شمشیر کینہ مجھ پر کھینچی اپنے دشمنوں کو تم نے یاوری اور مدگاری کی اور اپنے دوستوں سے دستبردار رہوئے۔

(جلاء العیون ص ۱۸۲ ج ۲ مطبوعہ لاہور)

☆ حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر آپ نے سنی تو بے ساختہ فرمایا......
قد خذلنا شیعتا ...... ہمارے شیعوں نے ہم کو ذلیل کر دیا۔

(از خلاصۃ المصائب ص ۴۹)

☆ شہادت کے روز مشہور خطبہ:

افسوس ہو تم پر اے کوفہ کیا تم بھول گئے اپنے خطوں کو اور وہ وعدے جو تم نے کئے تھے اور خدا تعالیٰ کو ان پر گواہ ٹھہرایا تھا۔ افسوس ہو تم نے لکھا تھا کہ اہل بیت آئیں ہم ان کی مدد اور پیروی میں جانیں تک فاد کر دیں گے۔ پھر جب ہم آئے تو پھر ہم کو ابن زیاد کے حوالے کر رہے ہو اور ان پر دریائے فرات کا پانی بند کرتے ہو واقعی تم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برے اخلاف ہو کہ ان کی اولاد کے ساتھ یہ سلوک کرتے ہو، خدا تعالیٰ تم کو قیامت کے دن سیراب نہ کرے یعنی پانی نہ دے۔ (ذبح عظیم بحوالہ ناسخ التواریخ ص ۳۳۵)

واقعہ کربلا

معرکہ کربلا کے شرکاء:

۴۰ پیادہ، ۳۲ سوار، ۱۲۱ افراد اہل بیت، عمرو بن خالد، عبدالرحمٰن بن عرو، وقاص بن مالک، کنانہ بن عتیق، قیس بن ربیع، عمار بن ابی الاسلام، سعود بن حجاج، زہیر بن حسان، عبداللہ بن عمرو، وہب بن عبد، مسلم بن عولجہ، شبیر بن عمر، محمد بن حنظلہ، قاسم بن حبیب، بزید مثبت، حبیب بن مظاہر۔

مختصر واقعہ کربلا:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات پر جب یزید مسند اقتدار پر متمکن ہوا تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے نیک نیت اور دیانتداری سے بیت سے انکار کیا اسی اثناء میں شیعان کوفہ سے سلیمان بن خزاعی نے کوفہ کی میٹنگ میں کہا تم ان کے اور ان کے بزرگوار کے شیعہ ہو اگر تم ان کی بیعت کر سکو گے تو ان کو عریضہ لکھ کر بلا لو پھر ایک عریضہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھا۔ (جلاء العیون ص ۱۳۸)

یہاں تک کہ چھ سو خطوط حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور متعدد قاصد حضرت کے پاس جمع ہو گئے اور آخر تک بارہ ہزار خطوط کوفہ سے یہاں پہنچے اور خطوط کے جواب میں

Scanned with CamScanner

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کو جواب لکھا میں تمہارے پاس مسلم بن عقیل کو بھیجتا ہوں۔ اگر مسلم مجھے لکھیں تو میں بہت جلد تمہارے پاس پہنچ جاؤں گا۔ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی حضرت مسلم بن عقیل کوفہ پہنچے تو اٹھارہ ہزار کوفی شیعوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ پھر اچانک دوسرے روز ہزاروں آدمیوں نے منہ پھیرلیا اور شام تک صرف تیس اور پھر دس آدمی آپ کے ساتھ رہ گئے۔ (جلاء العیون ص۱۴۳،۱۶۴ ج ۲)

چند دنوں کے بعد حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی کہ مسلم بن عقیل ہانی بن عوہ، عبداللہ بن یقطر کو شہید کر دیا گیا ہے تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے افسردگی میں فرمایا۔ ہمارے شعیوں نے ہماری نصرت سے ہاتھ اٹھالیا ہے۔ (جلاء العیون ص۱۶۴ ج ۲)

امام زین العابدین سے منقول ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو باصرار کہا کہ اہل کوفہ بیوفا ہیں ان کے پاس نہ جائیں مگر آپ رضی اللہ عنہ نے جانے کا ارادہ ترک نہ فرمایا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ جب کوفہ پہنچے تو تیس ہزار عراقیوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی لیکن دوسرے ہی روز بیعت کرنے والوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر تلوار کھینچی اور ہنوز بیعت ان کی گردنوں میں تھی کہ انہوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو دمشق جانے والے راستے کو بلا کر مقام پر دس محرم کو نہایت بے دردی اور مظلومیت کے ساتھ ذبح کر دیا اور اسلامی تاریخ کے اوراق پر یہ حطیم حادثہ ثبت ہوگیا۔

قاتلان حسین رض کی شناخت:

معرکہ کربلا کے مشہور شہداء میں جو خاندان نبوت کے دیگر افراد اس معرکے کے مرکزی کردار تھے ان میں حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے خطبات کے چند اقتباسات آپ نے اوپر ملاحظہ کئے ذیل میں دیگر مدعیان کے بیانات کے چند اقتباس ملاحظہ ہوں اگر ناظرین بغور ان کا مطالعہ کریں گے تو واضح طور پر قاتلین کی شناخت ہوجائے گی۔

حضرت زین العابدین کا بیان:

ھیھات ھیھات، اے غدارو، مکارو، تمہاری مرادیں پوری نہ ہوں، کیا تم چاہتے

Scanned with CamScanner

ہو کہ مجھے بھی فریب دو، جیسے تم نے میرے باپ دادا کو اس سے قبل فریب دیا۔

(احتجاج طبری ص ۱۸۴)

حضرت زینبؓ بنت علیؓ کا بیان:

جب کربلا سے روانہ ہوکر اسریان اہل بیت حسین رضی اللہ عنہ کوفہ میں داخل ہوئے تو کوفہ کی عورتوں اور مردوں نے رونا پیٹنا شروع کر دیا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے رونے پیٹنے والوں کو مخاطب کر کے فرمایا: اے اہل کوفہ کس وجہ سے تم روتے ہو۔ جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم خدا تم سے پوچھیں گے تم نے میری اولاد اور اہل بیت کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ تم ہم پر گریہ و نالہ کرتے ہو، حالانکہ تم نے خود ہی ہم کو قتل کیا ہے۔

(جلاء العیون ۵۰۳)

فاطمہ بنت حسینؓ کا بیان:

اے اہل کوفہ تم نے ہم کو قتل کرنا حلال جانا ہمارے مال کو لوٹا تمہاری تلواروں سے اہل بیت کا خون ٹپک رہا ہے۔ (احتجاج طبری ص ۱۵۷)

حضرت ام کلثوم بنت علیؓ کا بیان:

جب کوفی عورتیں اہل بیت پر رونے لگیں تو ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے محمل سے آواز دی۔ اے زنان کوفہ تمہارے مردوں نے ہمارے مردوں کو قتل کیا پھر...... پھر تم نے کیوں روتی ہوں۔ (جلاء العیون ص ۵۰۷)

معرکہ کربلا میں شہید ہونے والے خاندان نبوت کے افراد:

سعد غلام حضرت علی رضی اللہ عنہ قنبر غلام حضرت حسین رضی اللہ عنہ عبداللہ بن عقیل، عبدالرحمٰن بن عقیل، جعفر بن عقیل، عبداللہ بن مسلم، محمد بن عبداللہ، عون بن عبداللہ، ابوبکر بن حضرت حسین رضی اللہ عنہ، عثمان بن حضرت حسن رضی اللہ عنہ، عمر بن حضرت حسن رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن حضرت حسن رضی اللہ عنہ، محمد بن علی رضی اللہ عنہ، عثمان بن علی رضی اللہ عنہ، زین العابدین بن حسین رضی اللہ عنہ، علی

Scanned with CamScanner

اکبر بن حسین رضی اللہ عنہ، علی اصغر بن حسین رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن علی رضی اللہ عنہ، جعفر بن علی رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن حسن محمد بن سعد۔

حضرت حسینؓ کے صفات وکمالات:

سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے خانوادہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پرورش پائی تھی۔ اس لئے معدن فضل وکمال بن گئے تھے۔ چونکہ عہد رسالت میں کمسن تھے۔ اس لئے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے براہِ راست سنی ہوئی مرویات کی تعداد صرف آٹھ ہے البتہ بالواسطہ روایت کی تعداد کافی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ انہوں نے جن بزرگوں سے احادیث روایت کی ہیں ان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت ہند رضی اللہ عنہا، بن ابی ہالہ کے اسماء گرامی قابل ذکر ہیں ان کے رواۃ میں برادر بزرگ حضرت حسن رضی اللہ عنہ، صاحبزادے حضرت علی زین العابدین رضی اللہ عنہ، صاحبزادیاں حضرت سکینہ رضی اللہ عنہا و حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پوتے حضرت محمد باقر رضی اللہ عنہ شعبی، عکرمہ، سنان بن ابی سنان، عبداللہ بن عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ فرزوق شاعر وغیرہ شامل ہیں۔

تمام ارباب سیر نے سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے فضل وکمال کا اعتراف کیا ہے اور لکھا ہے کہ وہ بڑے فاضل تھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ قضاء وافتاء میں بہت بلند مقام رکھتے تھے۔ سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے ان کے آغوش تربیت میں پرورش پائی تھی۔ اس لئے وہ مسند افتاء پر فائز ہو گئے تھے اور اکابر مدینہ مشکل مسائل میں ان کی طرف رجوع کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ قیدی کو رہا کرانے کا فرض کس پر عائد ہوتا ہے۔ انہوں نے فرمایا ان لوگوں پر جن کی حمایت میں وہ لڑا ہو۔ ایک اور موقع پر ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان سے استفتاء کیا کہ شیر خوار بچہ کا وظیفہ کب واجب ہوتا ہے انہوں نے فرمایا پیدائش کے فوراً بعد جب بچے کے منہ سے آواز نکلتی ہے۔ اس کا وظیفہ واجب ہو جاتا ہے۔

سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ دینی علوم کے علاوہ اس عہد کے عرب کے مروجہ علوم میں بھی پوری دسترس رکھتے تھے۔ ان کے تبحر علمی، علم وحکمت اور فصاحت وبلاغت کا اندازہ

Scanned with CamScanner

ان کے خطبات سے کیا جا سکتا ہے۔ جن میں سے کچھ آج بھی کتب سیر میں محفوظ ہیں۔

فضائل اخلاق کے اعتبار سے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ پیکر محاسن تھے۔ عبادہ وریاضت ان کا معمول تھا۔ قائم اللیل اور دائم الصوم تھے فرض نمازوں کے علاوہ بکثرت نوافل پڑھتے تھے۔ ان کے فرزند حضرت علی زین العابدین رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ وہ شب و روز میں ایک ایک ہزار نمازیں (نوافل) پڑھ ڈالتے تھے۔ روزے بکثرت رکھتے تھے اور سادہ غذا سے افطار فرماتے تھے۔ رمضان المبارک میں کم از کم ایک مرتبہ قرآن پاک ضرور ختم کرتے۔ حج بھی بکثرت کرتے تھے اور وہ بھی بالعموم پاپیادہ۔ ایک روایت کے مطابق انہوں نے پچیس حج پاپیادہ کیے۔ (تہذیب الاسماء امام نودی رحمۃ اللہ علیہ)

ذریعہ معاش:

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ مالی حیثیت سے نہایت آسودہ حال تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں ۵ ہزار ماہانہ وظیفہ مقرر کیا تھا۔ جو انہیں حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک برابر ملتا رہتا تھا۔ سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے خلافت سے دست برداری کے وقت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے ان کے لئے دو لاکھ سالانہ مقرر کرا دیئے تھے۔ اس مرفہ الحالی کے باوجود ان کی زندگی پر فقر و زہد کا اثر نمایاں تھا۔ اپنا مال کثرت سے راہ خدا میں لٹاتے رہتے تھے کوئی سائل ان کے در سے خالی ہاتھ نہ جاتا تھا۔ بعض مرتبہ غربا کے گھروں پر خود کھانا پہنچاتے تھے اگر کسی قرض دار کی سقیم حالت کا پتہ چلتا تو خود اس کا قرض ادا کر دیتے تھے۔

سخاوت اور دریا دلی:

ایک دفعہ نماز میں مشغول تھے کہ گلی میں ایک سائل کی آواز کانوں میں پڑی۔ جلدی جلدی نماز ختم کر کے باہر نکلے۔ صدا دینے والے سائل کی خستہ حالی دیکھی تو اپنے خادم قنبر کو آواز دی، وہ حاضر ہوئے تو پوچھا ہمارے اخراجات میں سے کچھ باقی رہ گیا ہے؟ قنبر نے جواب دیا، آپ نے دو سو درہم اہل بیت میں تقسیم کرنے کے لئے دیئے تھے وہ

ابھی تقسیم نہیں کیے گئے ہیں فرمایا: یہ ساری رقم لے آؤ اہل بیت سے زیادہ ایک مستحق آ گیا ہے قنبر نے دوسو درہم لا کر پیش کیے تو سب کے سب سائل کو دے دیئے اور ساتھ ہی معذرت کی کہ اس وقت میرا ہاتھ خالی ہے اس سے زیادہ خدمت نہیں کر سکا۔

صدقات وخیرات کے علاوہ اہل علم اور شعراء کی سرپرستی بھی کرتے تھے اور ان کی انعام کے طور پر بڑی بڑی رقموں سے نوازتے رہتے تھے۔

سیدنا حسین ﷛ کی مجالس وقار اور متانت کا مرقع ہوتی تھیں۔لوگ ان کا حد سے زیادہ احترام کرتے تھے اور ان کے سامنے ایسے سکون اور خاموشی سے بیٹھے تھے کہ گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں اور وقار متانت اور بلندی مرتبت کے باوجود سیدنا حسین تکمت اور خود پسندی سے کوسوں دور تھے اور بے حد حلیم الطبع اور منکسر المزاج تھے نہایت کم حیثیت کے لوگوں سے بھی خندہ پیشانی سے ملتے تھے۔ایک مرتبہ کسی طرف جا رہے تھے راستے میں کچھ فقراء کھانا کھا رہے تھے۔انہوں نے حضرت حسین ﷛ کو دیکھ کر اپنے ساتھ کھانے کی دعوت دی۔آپ سواری سے اتر پڑے اور فرمایا:

ان الله لا يحب المتكبرين

''بے شک اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا''۔

١) جلد بازی نادانی ہے۔

٢) حلم زینت ہے۔

٣) صلہ رحمی نعمت ہے۔

٤) راست بازی عزت ہے۔

٥) جھوٹ عجز ہے۔

٦) بخل افلاس ہے۔

٧) سخاوت دولت مندی ہے۔

٨) نرمی عقل مندی ہے۔

Scanned with CamScanner

۹) راز داری امانت ہے۔

۱۰) حسن خلق عبادت ہے۔

۱۱) عمل تجربہ ہے۔

۱۲) امداد دوستی ہے۔

۱۳) اچھے کام کرتے رہو مگر دل سے۔

۱۴) ایسا کام جو تم نے نہیں کیا اس کا شمار نہ کرو۔

۱۵) حاجت مند نے تم سے سوال کر کے اپنی آبرو کا خیال نہ رکھا تو تم اس کی حاجت روائیکر کے اپنی آبرو قائم رکھو۔

۱۶) جو اپنے بھائی کی دنیاوی مصیبت میں کام آیا تو اللہ اس کی آخرت کی مصیبت دور کرتا ہے۔

۱۷) سب سے زیادہ معافی دینے والا وہ ہے جو بدلہ لینے کی قدرت رکھتا ہو اور پھر بدلہ نہ لے۔

۱۸) اپنی زیادہ تعریف کرنا ہلاکت کا باعث ہے۔

۱۹) عطا کے ذریعے نیک نامی حاصل کرو۔

۲۰) گمراہی سے شہرت پیدا نہ کرو۔

۲۱) جو سخاوت کرتا ہے سردار بنتا ہے۔ جو کنجوسی کرتا ہے ذلیل ہوتا ہے۔

۲۲) سب سے زیادہ سخی وہ ہے جو ایسے لوگوں کو بھی دیتا ہے جن سے ملنے کی امید نہ تھی۔

۲۳) جو کسی پر احسان کرتا ہے تو خدا اس پر احسان کرتا ہے اور خدا احسان کرنے والوں کو دوست بنالیتا ہے۔

۲۴) سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والا وہ شخص ہے جو ایسے شخص سے صلہ رحمی کرے جس نے اس کے ساتھ صلح رحمی نہ کی ہو۔

Scanned with CamScanner

۲۵) اگر کسی کے ساتھ نیک سلوک کیا اور دوسرا اس کے ساتھ ایسا نہ کر سکا تو اللہ اس کا نیک بدلہ دیتا ہے۔

مورخ یعقوبی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ سیدنا حضرت حسین ؓ نے حضرت حسن بصری ؒ سے چند اخلاقی باتیں کیں۔ وہ انہیں سن کر بہت حیران ہوئے۔ سیدنا حسین ؓ سے جان پہچان نہیں تھی۔ جب وہ چلے گئے تو لوگوں سے پوچھا یہ کون تھے؟ یہ سن کر حضرت حسن بصری ؒ بے ساختہ بولے تم نے میری مشکل حل کر دی۔ یعنی اب حیرت کی کوئی بات نہیں۔

Scanned with CamScanner

حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور خاندان نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں سپاہ صحابہ کا نقطہ نظر

حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور خاندان نبوت کے بارے میں سپاہ صحابہ کا عقیدہ ہے کہ کوئی شخص جوان کے بارے میں کدورت یا بغض رکھے اس کا ایمان مکمل نہیں ہوسکتا۔ صحابہ دشمنوں نے خاندان نبوت سے محبت کی آڑ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کافر و مرتد لکھا اس لئے ان کا...... ''محبت اہل بیت'' کا دعویٰ ہم تسلیم نہیں کرتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور خاندان نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تعلقات کتنے خوشگوار تھے اس کا ذکر قرآنی آیت ''رحماء منھم'' میں موجود ہے۔

سپاہ صحابہ اور دنیا بھر کے اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور خاندان نبوت اسلام کی دو آنکھیں ہیں۔ ان سے بغض کفر ہے۔ ان سے محبت عین ایمان ہے۔ ان میں سے کسی ایک کے بارے میں دل میں میل رکھنا ضلالت و گمراہی ہے۔ جو شخص ان میں کسی کو بھی کافر یا منافق کہے گا۔ اس پر کافر کا اطلاق ہوگا۔ کیونکہ وہ ساڑھے سات سو قرآنی آیات کی تکذیب کر رہا ہے۔

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner